فرمان سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری

جو شخص بھی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا میں اسے تہمت لگانے اور بہتان باندھنے والے کی حد (اسی کوڑے) لگاؤں گا۔

افضلیتِ شیخین کریمین

کے منکرین پر حد مفتری والی حدیث مرتضوی کی تحقیق

اقتباس

از

مناقب الخلفاء الراشدین مع عقائد العلماء الربانیین

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی

نذیر احمد سیالوی

دامت برکاتہم العالیہ

جامعہ محمدیہ معینیہ عمر ٹاؤن 214 رب ڈھڈی والا جڑانوالا روڈ فیصل آباد

کیوں نہیں (آپ ضرور ارشاد فرمائیں) تو آپ نے فرمایا: وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

پھر فرمایا: کیا میں تمہیں اس ذات اقدس کی خبر نہ دوں جو حضور پُرنور رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہے؟ تو میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ میں آپ پر قربان (آپ ضرور ارشاد فرمائیں) تو آپ نے فرمایا: وہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔''

سبحان اللہ قربان جائیں اس پیکر اخلاص وصدق وصفا پر کیسی حق شناسی اور کیسا حق کا اعلان وبیان ہے کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ میرے نظریہ کے مطابق تمہیں افضل الامت ہو لیکن حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے ان پر واضح کر دیا کہ تم غلطی پر ہو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ افضل الامت کونسی ذات اقدس ہے اور پوری امت مسلمہ میں فضیلت میں دوسرے درجہ پر کونسی ہستی ہے پھر واشگاف الفاظ میں حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے اسماء مبارکہ ذکر فرمائے۔ وللہ الحمد

افضلیتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے منکر کے لیے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے سزا:

حدیث نمبر 1:

''عن الحکم بن جحل قال: سمعت علیا یقول: لا یفضلنی احد علی ابی بکر وعمر الا جلدته حد المفتری''. (فضائل الصحابہ 1/100) حدیث نمبر 49

''حضرت حکم بن جحل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرمارہے تھے۔ جو شخص بھی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دے گا میں اسے تہمت لگانے اور بہتان باندھنے والے کی حد (اسی کوڑے) لگاؤں گا۔''

حدیث نمبر 2:

''عن ابراهيم قال: ضرب علقمة هذا المنبر فقال: خطبنا علي رضی اللہ عنہ على هذا المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم ذكر ماشاء الله ان يذكر ثم قال: الا انه بلغني ان قوما يفضلوني على ابي بكر وعمر ولو كنت تقدمت في ذلك لعاقبت فيه ولكن اكره العقوبة قبل التقدم من قال شيئا من ذلك فهو مفتر عليه ما على المفترى. خير الناس كان بعد رسول الله صلى الله عليه و سلم ابوبكر ثم عمر الحديث'' حدیث نمبر 1394 (كتاب السنة 588/2)

''وفي رواية فضائل الصحابة:

ان خير الناس بعد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابوبكر ثم عمر. الحديث''
حدیث نمبر 484 (فضائل الصحابة 412/1)

''حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے اس منبر پر ہاتھ مارا پھر فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس منبر پر جلوہ افروز ہو کر ہمیں خطبہ دیا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا بیان کیا، پھر فرمایا: خبردار، مجھے یہ بات ضرور پہنچی ہے کہ کچھ لوگ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دیتے ہیں۔ اور اگر میں نے اس بارے میں پہلے انتباہ کیا ہوتا تو ان کی اس

حرکت پر ضرور سزا دیتا لیکن متنبہ کرنے سے پہلے سزا دینا، میں ناپسند کرتا ہوں۔

جس شخص نے ان نفوس قدسیہ پر مجھے فضیلت دینے کی بات کی وہ افتراء پرداز اور بہتان باندھنے والا ہے۔ اس کی وہی سزا ہے جو الزام تراشی اور بہتان بازی کرنے والے کی ہے (اسی کوڑے) رسول اللہ ﷺ کے بعد بے شک سب لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔" الحدیث

عظیم محدث احمد بن حجر مکی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

"واخرج الدار قطنی عنه لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدته حد المفتری" (صواعق محرقہ، ص 60)

"حضرت امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

میں کسی شخص کو نہ پاؤں گا جس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دی مگر میں اسے افتراء پرداز اور بہتان باندھنے والے کی حد (اسی کوڑے) لگاؤں گا۔"

حدیث نمبر 3:

شیخ الاسلام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الفزاری قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

"ثنا شعبة عن سلمة بن كهيل عن ابى الزعراء او عن زيد بن وهب ان سويد بن غفلة الجعفى دخل على على بن ابى طالب رضی اللہ عنہ فى امارته فقال: يا امير المؤمنين انى مررت بنفر يذكرون ابابكر و عمر بغير الذى هما له اهل من الاسلام لانهم يرون انك تضمر لهما على مثل ذلك وانهم لم يجترئوا على

ذلك الا و هم یرون ان ذلك موافق لك وذکر حدیث خطبة علی و کلامه فی ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما و قوله فی آخره.

الا ولن یبلغنی عن احد یفضلنی علیهما الا جلدته حد المفتری." (کتاب السیر، ص 327)

"شیخ الاسلام ابو اسحاق الفزاری نے فرمایا: شعبہ نے ہمیں بیان کیا سلمہ بن کہیل سے انہوں نے ابو الزعراء یا زید بن وہب سے: کہ سوید بن غفلہ جعفی رضی اللہ عنہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی امارت و خلافت کے زمانہ میں آپ کے پاس حاضر ہوئے تو کہا، اے امیر المؤمنین میں لوگوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا ہوں جو حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا ذکر اس کے بخلاف کر رہے تھے جس کے وہ اسلام میں مستحق اور اہل ہیں اس لیے کہ وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ (بھی) حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایسا ہی موقف اپنے دل میں چھپاتے ہیں اور ان لوگوں نے اس اقدام پر صرف اس لیے جرأت کی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اقدام آپ کے موافق ہے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خطبہ اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی ثنا اور مدح میں آپ کا کلام ذکر کیا اور اس کے آخر میں آپ کا یہ قول ذکر کیا: "الا ولن یبلغنی عن احد الخ۔

"خبردار کسی کے بارے میں مجھے یہ اطلاع ہرگز نہیں پہنچے گی کہ وہ مجھے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے مگر میں اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔"

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

"و قال ابو اسحاق الفزاری عن شعبة عن سلمة بن کهیل عن ابی

الزعراء عن زید بن وھب ان سوید بن غفلة دخل علی علی فی امارته فقال انی مررت بنفر یذکرون ابابکر و عمر یرون انك تضمر لھما مثل ذلك منھم عبدالله بن سبا و کان عبدالله اول من اظھر ذلك فقال علی مالی ولھذا الخبیث الاسود ثم قال معاذالله ان اضمر لھما الا الحسن الجمیل ثم ارسل الی عبدالله بن سبا فسیرہ الی المدائن وقال لا یساکننی فی بلدة ابدا ثم نھض الی المنبر حتی اجتمع الناس فذکر القصة فی ثنائه علیھما بطوله وفی آخرہ الاولا یبلغنی عن احد یفضلنی علیھما الاجلدته حد المفتری'' (لسان المیزان 290/3)

''حضرت ابو اسحاق فزاری قدس سرہ نے اپنی سند مذکورۃ الصدر کے ساتھ حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوئے تو کہا: میں لوگوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا ہوں وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا تذکرہ (ایسے انداز سے) کر رہے تھے (جو ان کی شان کے مناسب نہیں ہے) ان لوگوں کا گمان یہ ہے کہ آپ بھی حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں اپنے دل میں ایسے ہی خیالات رکھتے ہیں۔ عبداللہ بن سبا بھی ان لوگوں میں سے ہے اور اس سوچ اور فکر کا اظہار کرنے والوں میں پہلا شخص عبداللہ ہے (یعنی سب سے پہلے عبداللہ بن سبا نے اس فکر کا اظہار کیا ہے)

تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کالے خبیث سے میرا کیا تعلق؟ پھر فرمایا: اللہ کی پناہ کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوائے حسن جمیل کے کوئی نظریہ میں اپنے دل میں چھپا رکھوں۔ پھر عبداللہ بن سبا کی طرف حکم بھیجا اور اسے

مدائن کی طرف چلے جانے کا فرمایا اور فرمایا: وہ میرے ساتھ کسی شہر میں بھی سکونت اختیار نہیں کرسکتا پھر منبر کی طرف اٹھے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی ثنا اور مدح کے بیان میں طویل قصہ ذکر کیا اور اس کلام کے آخر میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے:

الا ولا یبلغنی عن احد یفضلنی علیھما الا جلدتہ حد المفتری۔

خبردار جس کسی کے بارے میں میرے علم میں یہ بات آئے گی کہ وہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دیتا ہے تو میں اسے افتراء پرداز اور بہتان لگانے والے کی حد (اسی کوڑے) لگاؤں گا۔،،

عبداللہ بن سبا کے بارے میں شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ذہبی سے نقل کیا:

"عبداللہ بن سبا من غلاۃ الزنادقۃ ضال مضل احسب ان علیا حرقہ بالنار،، (لسان المیزان 3/289)

کہ یہ شخص، غالی زندیق لوگوں سے تھا، گمراہ اور گمراہ کرنے والا تھا میرے گمان کے مطابق حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے آگ کے ساتھ جلا دیا تھا۔

ضروری تنبیہ:

افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے منکر پر حدِ مفتری جاری کرنے کے بارے میں ارشادات مرتضویہ دیگر اسانید متعددہ کے ساتھ بھی علماء اعلام اور ائمہ کرام نے روایت کیے ہیں اختصار کے پیش نظر انہیں احادیث پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

افضلیتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے منکر پر حد مفتری والی حدیث مرتضوی کی فنی حیثیت کا بیان:

بحمد اللہ تعالیٰ یہ حدیث مختلف اسانید اور طرق کے ساتھ مروی ہے۔

بعض روایات میں تو الفاظ کا معمولی تفاوت ہے جبکہ بعض طرق حدیث میں دیگر روایات کی نسبت اتنا زیادہ تفاوت ہے کہ اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک مجلس میں اس سزا کا اعلان کرنے پر اکتفاء نہیں کی کہ آپ کے ارشاد مقدس کی روایت بالمعنیٰ کی وجہ سے عبارات اور تعبیرات میں معمولی تفاوت آگیا ہو بلکہ مختلف اوقات میں متعدد دفعہ برسرِ منبر مرکزی مسجد میں اجتماعِ عام میں مختلف تعبیرات وعبارات کے ساتھ اس سزا کا اعلان فرمایا ہے۔

اور بعض روایات کی سند میں اگر کچھ ضعف ہے تو دوسری بعض کی سند حسن اور بعض کی سند صحیح ہے۔لہٰذا نفس حدیث بلا شک وشبہ حدیث صحیح ہے۔

اور اگر کسی محدث نے اس حدیث کی کسی روایت پر ضعف کا حکم لگایا ہے تو وہ اس کی مخصوص سند کی وجہ سے ہے جو درحقیقت سند پر ضعف کا حکم ہے نہ کہ متن حدیث پر کیونکہ متن حدیث تو دوسری سند حسن بلکہ سند صحیح کے ساتھ بھی مروی ہے تو اس پر ضعف کا حکم کیونکر لگایا جا سکتا ہے۔

مثلاً فضائل الصحابۃ کی حدیث نمبر 49 کی سند میں ایک راوی: ابوعبیدہ بن حکم، میں ضعف ہے۔اور فضائل الصحابۃ کی حدیث نمبر 484 کی سند میں بھی ایک راوی: ابومعشر نجیح المدنی ضعیف ہے اور دونوں روایات کے باقی تمام راوی ثقہ ہیں

لیکن شیخ الاسلام ابو اسحاق الفزاری قدس سرہ العزیز کی کتاب السیر کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں بلکہ بعض راوی، مشاہیر ائمہ اعلام سے ہیں ملاحظہ کریں:

بتوفیق اللہ تعالیٰ اقول:

شیخ الاسلام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الفزاری قدس سرہ العزیز کی سند گزشتہ صفحات میں نقل کی جا چکی ہے اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی حضرت سوید بن غفلۃ الجعفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

"سويد بن غفلة بن عوسجة بن عامر (الى ان قال) ابو امية الجعفي الكوفي: ادرك الجاهلية (الى ان قال) و قدم المدينة حين نفضت الايدى من دفن رسول الله صلى الله عليه وسلم و هذا اصح وشهد فتح اليرموك وروى عن ابى بكر وعمر وعثمان وعلى وابن مسعود (الى ان قال) قال ابن معين والعجلى ثقة"۔(تهذيب التهذيب 244/4)

ترجمہ: "حضرت سوید بن غفلہ بن عوسجہ بن عامر۔۔۔ابو امیہ الجعفی الکوفی رضی اللہ عنہ نے قبل از بعثت کا زمانہ پایا ہے۔(ت) اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے جبکہ حضور پُرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فارغ ہو چکے تھے اور یہی اصح ہے اور فتح یرموک میں حاضر ہوئے ہیں (یرموک فتح کرنے والے اسلامی لشکر میں شامل تھے)۔ حضرات خلفاء راشدین اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے کی سعادت انہیں حاصل ہے۔(ت) حضرت یحییٰ بن معین اور عجلی نے فرمایا: سوید بن غفلہ ثقہ ہیں۔"

حضرت سوید بن غفلہ سے راوی زید بن وہب ہے یا ابو الزعراء ہے۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

"زید بن وھب الجھنی ابو سلیمان الکوفی . رحل الی النبی ﷺ فقبض وھو فی الطریق وروی عن عمر وعثمان وعلی وابی ذر وابن مسعود (الی ان قال) قال زھیر عن الاعمش اذا حدثک زید بن وھب عن احد فکانک سمعته من الذی حدثک عنه وقال ابن معین ثقة وقال ابن خراش کوفی ثقة (الی ان قال) وقال ابن سعد کان ثقة کثیر الحدیث وقال العجلی ثقة"

(تھذیب التھذیب 368/3)

ترجمہ: "حضرت زید بن وہب الجہنی ابو سلیمان الکوفی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ (کی زیارت اور شرف صحبت حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ) کی طرف کوچ کی، ابھی آپ راستہ میں تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک ہوگیا۔ حضرت عمر وعثمان وعلی وابوذر وعبداللہ بن مسعود وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے کی سعادت انہیں حاصل ہے۔

(تا) زہیر نے اعمش سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب تجھے زید بن وہب کسی سے حدیث بیان کرے تو گویا تو نے خود وہ حدیث اس شخص سے سنی ہے جس سے زید بن وہب نے تجھے بیان کی ہے اور یحییٰ بن معین نے فرمایا: زید بن وہب ثقہ ہے اور ابن خراش نے کہا کوفی ثقہ ہے (تا) ابن سعد نے کہا: ثقہ کثیر الحدیث ہے اور عجلی نے کہا: ثقہ ہے۔"

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

عبداللہ بن ھانی (الی ان قال) ابو الزعراء الکبیر الکوفی۔

روی عن عمر وابن مسعود و عنه ابن اختہ سلمۃ بن کہیل (الی ان قال) وذکرہ ابن حبان فی الثقات (الی ان قال) والذی فی الطبقات لابن سعد ابوالزعراء الحضرمی و قیل الکندی روی عن علی وعبداللہ وکان ثقۃ و لہ احادیث وقال العجلی ثقۃ من کبار التابعین۔ (تہذیب التہذیب 56/6)

عبداللہ بن ھانی۔۔۔۔ابوالزعراء الکبیر کوفی، نے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور اس سے اس کے بھانجے سلمہ بن کہیل نے روایت کی ہے (تا) اور ابن حبان نے ثقات میں اس کا ذکر کیا ہے (تا) اور طبقات ابن سعد میں ہے، ابوالزعراء الحضرمی اور کہا گیا ہے الکندی، نے حضرت علی مرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور ثقہ ہے اور اس کے پاس احادیث (وافرہ) ہیں اور عجلی نے کہا ثقہ ہے، کبار تابعین سے ہے۔

ضروری تنبیہ:

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز نے لسان المیز ان میں حضرت شیخ الاسلام ابواسحاق الفزاری قدس سرہ العزیز کی سند کا یہ مقام یوں نقل کیا ہے

"عن سلمۃ بن کھیل عن ابی الزعراء عن زید بن وھب"

جبکہ کتاب السیر کا جو نسخہ فقیر کے سامنے ہے اس میں اس طرح ہے:

عن سلمۃ بن کھیل عن ابی الزعراء او عن زید بن وھب

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے سلمہ بن کہیل ابوالزعراء سے راوی ہے یا زید بن وہب سے، یا سلمہ بن کہیل ابوالزعراء سے ہی راوی ہے اور وہ زید بن وہب

سے۔تو اس سے کوئی سقم لازم نہیں آتا کیونکہ ابوالزعراء شیخ سلمۃ بن کہیل اور زید بن وہب دونوں ہی ثقہ ہیں۔اب سلمہ بن کہیل کا مختصر تعارف ملاحظہ کریں۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ قمطراز ہیں:

"سلمة بن كهيل بن حصين الحضرمي التنعمي ابو يحيى الكوفي.

دخل على ابن عمر و زيد بن ارقم و روى عن ابي جحيفة وجندب بن عبدالله وابن ابي اوفى و ابي الطفيل (الى ان قال) قال ابو طالب عن احمد سلمة بن كهيل متقن للحديث (الى ان قال) و قال اسحاق بن منصور عن ابن معين ثقة و قال العجلي كوفي تابعي ثقة ثبت في الحديث و كان فيه تشيع قليل و هو من ثقات الكوفيين وقال ابن سعد كان كثير الحديث و قال ابو زرعة ثقة مامون ذكي و قال ابو حاتم ثقة متقن و قال يعقوب بن شيبة ثقة ثبت على تشيعه و قال النسائي ثقة ثبت و قال ابن المبارك عن سفيان ثنا سلمة بن كهيل و كان ركنا من الاركان وشد قبضته و قال ابن مهدي لم يكن بالكوفة اثبت من اربعة منصور و سلمة و عمر و بن مرة و ابي حصين (الى ان قال) و ذكره ابن حبان في الثقات" (تهذيب التهذيب 4/137-138)

"سلمہ بن کہیل بن حصین الحضرمی التنعمی ابو یحیٰ الکوفی ،حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور حضرت ابو جحیفہ وحضرت جندب بن عبداللہ وحضرت ابن ابی اوفی اور حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

اور اس کے بعد شیخ الاسلام ابن حجر نے کثیر ائمہ اعلام سے سلمہ بن کہیل کا

ثقہ متقن ثبت مامون ہونا نقل کیا حتی کہ اس کے ثقہ ہونے پر ائمہ اعلام کا اجماع اور اتفاق ہے کسی سے اس پر جرح کا ایک حرف بھی نقل نہیں کیا۔ اور جس تشیع کا بعض نے ذکر کیا ہے اور وہ بھی قلیل، تو وہ عرف سلف والا تشیع ہے نہ کہ عرف متاخرین والا اور دونوں میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے قائل پر حد مفتری والی حدیث کے سلمہ بن کہیل خود راوی ہیں۔،،

وللہ الحمد۔

سلمۃ بن کہیل سے حدیث مذکور کا راوی شعبہ بن حجاج الواسطی ہے۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

"شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی الازدی مولاھم ابا بسطام الواسطی ثم البصری، روی عن ابان بن تغلب (الی ان قال) وسلمۃ بن کہیل (الی ان قال) قال عبداللہ بن احمد عن ابیہ کان شعبۃ امۃ وحدہ فی ھذا الشان یعنی فی الرجال وبصرہ بالحدیث وتثبعہ وتنقیتہ للرجال (الی ان قال) وقال ابن مھدی کان الثوری یقول شعبۃ امیر المؤمنین فی الحدیث (الی ان قال) وقال الشافعی لولا شعبۃ ماعرف الحدیث بالعراق (الی ان قال) وقال ابن سعد کان ثقۃ مامونا ثبتا حجۃ صاحب حدیث وقال العجلی ثقۃ ثبت فی الحدیث وکان یخطئ فی اسماء الرجال قلیلا وقال صالح جزرۃ اول من تکلم فی الرجال شعبۃ ثم تبعہ القطان ثم احمد ویحیی (الی ان قال) وقال ابوبکر بن منجویہ ولد سنۃ (۸۲) ومات سنۃ (۱۶۰) ولہ (۷۷) سنۃ وکان من سادات اھل زمانہ حفظا و اتقانا وورعا وفضلا وھو اول من فتش بالعراق عن امر

المحدثین وجانب الضعفاء والمتروکین وصار علما یقتدی به وتبعه علیه بعده اهل العراق (الی ان قال) وقال الحاکم شعبة امام الائمة فی معرفة الحدیث بالبصرة رای انس بن مالک وعمرو بن سلمة الصحابیین وسمع من اربعمائة من التابعین ''۔(تہذیب التہذیب 297/4 ت 303)

ان ارشادات علمائے اعلام سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ شعبہ بن حجاج نہ صرف ثقہ مامون ثبت حجت ہیں بلکہ امام الائمہ اورامیر المؤمنین فی الحدیث اور یحییٰ بن سعید القطان وامام احمد بن حنبل ویحییٰ بن معین رحمہم اللہ جیسے ائمہ اعلام کے بھی مقتدیٰ ہیں اور ان کی جلالت علمی اور حدیث میں ثقہ ثبت متقن ہونے پر ائمہ اعلام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع اور اتفاق ہے۔وللہ الحمد

حضرت شعبہ بن حجاج قدس سرہ العزیز سے حدیث مذکور کے راوی شیخ الاسلام ابواسحاق الفزاری الکوفی قدس سرہ العزیز ہیں۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

''ابراهیم بن محمد بن الحارث (الی ان قال) الفزاری ابو اسحاق الکوفی۔(الی ان قال) قال ابن معین ثقة ثقة وقال ابو حاتم الثقة المأمون الامام وقال النسائی ثقة مامون احد الائمة وقال العجلی کان ثقة رجلا صالحا صاحب سنة (الی ان قال)وکان کثیر الحدیث وکان له فقه وقال سفیان بن عیینة کان اماما (الی ان قال) وقال الخلیلی ابو اسحاق امام یقتدی به وهو صاحب کتاب السیر نظر فیه الشافعی واملی کتابا علی ترتیبه

ورضیہ وقال الحمیدی قال لی الشافعی لم یصنف احد فی السیر مثلہ ،،

(تہذیب التہذیب 1/131,132)

''ابراہیم بن محمد بن حارث (تا) الفزاری ابواسحاق الکوفی رحمۃ اللہ علیہ (تا) امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ثقہ ہے، ثقہ ہے اور امام ابوحاتم نے فرمایا: ثقہ مامون امام ہے۔ اور امام نسائی نے فرمایا: ثقہ مامون احد الائمہ ہے اور عجلی نے فرمایا: ثقہ صالح مرد صاحب سنت ہے (تا) اور کثیر الحدیث ہے اور فقیہ ہے اور سفیان بن عیینہ نے فرمایا امام ہے (تا) اور خلیلی نے فرمایا: ابواسحاق امام مقتدیٰ ہیں اور وہ صاحب کتاب السیر ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السیر ملاحظہ کی تو اسے پسند کیا اور اس کی ترتیب پر ایک کتاب املا کرائی اور حمیدی نے فرمایا مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی نے سِیَر میں اس (کتاب السیر) جیسی کتاب تصنیف نہیں کی۔،،

بحمد اللہ تعالیٰ ان حقائق واقعیہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ کتاب السیر کی سند مذکور بلاشک وشبہ سند صحیح ہے لہٰذا احد مفتری والی حدیث مرتضوی بلاشبہ حدیث صحیح ہے اور بعض دوسری اسانید کا ضعف متن حدیث کی صحت پر اثر انداز ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ اسانید اور طرق کی کثرت زیادت تقویت کا باعث ہے۔ وللہ الحمد

عظیم محدث امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت المعروف بالخطیب البغدادی متوفی (463) حدیث مذکور کے تحت رقمطراز ہیں:

''قال ابو عبداللہ البوشنجی ھذا الحدیث الذی سقناہ و رویناہ من الاخبار الثابتۃ لامانۃ حمالہ وثقۃ رجالہ واتقان آثریہ وشھرتھم بالعلم فی کل عصر من اعصارھم الی حیث بلغ من نقلہ الی الامام الھادی علی ابن ابی

طالب رضی اللہ عنہ حتی کانك شاهد حول المنبر و علی فوقه و لیس مما یدخل اسنادہ وهن ولا ضعف لقول الراوی عن ابی الزعراء او عن زید بن وهب لما لعله لوهمه شکا فیه و لیس مثل هذا الشك یوهن الخبر ولا یضعف به الاثر لانه حکاہ عن احد الرجلین و کل منهما ثقة مأمون و بالعلم مشهور ''

(کتاب الکفایة فی علم الروایة، ص376)

''امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی قدس سرہ نے اپنی سند کے ساتھ شیخ الاسلام ابو اسحاق الفزاری قدس سرہ سے اور ابو اسحاق الفزاری سے آخر تک کتاب السیر والی ان کی سند کے ساتھ مذکورہ روایت پوری نقل کی ہے اور اس کے بعد حدیث مذکور کے بارے میں امام ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم البوشنجی کا کلام نقل کیا ہے چنانچہ فرمایا: (امام) ابوعبداللہ البوشنجی (قدس سرہ) نے فرمایا:

یہ حدیث جسے ہم نے روایت کیا ہے اخبار ثابتہ سے ہے اپنے حاملین کی امانت اور رجال و راویان کی ثقاہت اور اپنے ناقلین کے اتقان اور ان کے زمانوں سے لے کر ہر زمانہ میں علم کے ساتھ ان کی شہرت کی وجہ سے، یہاں تک کہ اس حدیث کا ناقل اور راوی، امام ہادی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک پہنچ گیا حتی کہ گویا کہ تو منبر کے آس پاس حاضر ہے اور امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہیں۔ اور یہ ان احادیث سے نہیں ہے کہ راوی کے قول، عن ابی الزعراء او عن زید بن وھب کی وجہ سے اس کے اسناد میں کمزوری اور ضعف داخل ہوجائے، اس لیے کہ شاید راوی نے اس میں شک کا وہم کرنے کی وجہ سے (ایسا کہا ہے) اور اس طرح کا شک خبر کے ضعف کا موجب نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے ساتھ اثر ضعیف ہوتا ہے۔ اس

لیے کہ اس راوی نے دو مردوں میں سے ایک سے (بالیقین) روایت کی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک ثقہ مامون اور علم کے ساتھ مشہور ہے۔"

بحمد اللہ تعالیٰ فقیر راقم الحروف نے جس سند کی رو سے جزمی اور یقینی طور پر حدیث مذکور کو صحیح قرار دیا حضرات ائمہ اعلام سے اس کی تصویب اور توثیق اس قدر شاندار اور زوردار الفاظ سے حاصل ہوگئی

حتی کہ خطیب بغدادی کے شیخ کے شیخ الشیخ کا یہ فقرہ کتنا حسین ہے:

کانک شاھد حول المنبر وعلی فوقہ۔

گویا کہ تو منبر کے ارد گرد حاضر موجود ہے اور امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہیں۔

(یعنی تو اپنے کانوں سے آپ کا فرمان سن رہا ہے:

"الا ولن یبلغنی عن احد یفضلنی علیھما الا جلدتہ حد المفتری"

"خبردار کسی کے بارے میں بھی مجھے یہ اطلاع ملی کہ وہ مجھے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے تو میں اسے مفتری والی حد لگاؤں گا۔" وللہ الحمد

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث مرتضویہ مذکورہ کے راویان حضرات:

اول: صحابی رسول حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ السوائی رضی اللہ عنہ

ثانی: صحابی رسول حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ

ثالث: محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما المعروف محمد بن حنفیہ جلیل القدر تابعی

رابع: نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعی

خامس: عبد خیر بن یزید رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعی

سادس: عبداللہ بن سلمۃ رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعی

سابع: علی بن ربیعہ بن فضلہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعی

ثامن: علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعی

تاسع: حکم بن جحل رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعی

عاشر: سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعی

بیان فوائد احادیث مذکورہ:

(الف) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ سے واضح ہوا کہ ان کے نزدیک افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما قطعی ہے کیونکہ صرف ظنی یا اختیاری امر کے انکار پر مفتری کی حد کے برابر تعزیر اور سزا کا اعلان کیونکر کیا جا سکتا ہے۔

(ب) ان احادیث مرتضویہ سے اس تعزیری اعلان کا پس منظر اور اصل سبب بھی واضح ہو گیا ہے۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ارشاد مرتضوی بایں الفاظ وارد ہے۔ "الا انہ بلغنی ان قوما یفضلونی علی ابی بکر و عمر"

خبردار مجھے یہ بات ضرور پہنچی ہے کہ کچھ لوگ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دیتے ہیں۔

اور دوسری تمام روایات مذکورہ میں اس تعزیری اعلان کے الفاظ بھی اس

کے سبب کو واضح کر رہے ہیں ملاحظہ کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"الا ولن یبلغنی عن احد یفضلنی علیھما الا جلدتہ حد المفتری"

(کتاب السیر، ص 327)

خبردار کسی شخص کے بارے میں مجھے یہ اطلاع ہرگز نہیں پہنچے گی کہ وہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دیتا ہے مگر میں اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔

"عن الحکم بن جحل قال: قال علی بن ابی طالب:

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری"

(المؤتلف والمختلف 807/2) للامام ابی الحسن علی بن عمر الدار قطنی المتوفی 385ھ

"حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص بھی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دے گا میں اسے تہمت لگانے اور بہتان باندھنے والے کی حد (اسی کوڑے) لگاؤں گا۔"

اور ایسے ہی دوسری روایات میں بھی اس سزا کا یہی سبب بیان کیا گیا ہے یعنی افضیلت علی رضی اللہ عنہ کا موقف اور نظریہ اپنانا اور انہیں حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات آپ گزشتہ صفحات میں ملاحظہ کر چکے ہیں

(ج) حضرت سوید بن غفلہ کی روایت سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ سب سے پہلے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی تنقیص شان اور افضیلت علی رضی اللہ عنہ کے نظریہ کی تبلیغ عبداللہ بن سبا یہودی نے کی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحفہ اثنا عشریہ میں تفصیل سے لکھا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی اصل عبارت آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ کریں گے۔

شبہ عظیمہ:

بعض تفضیلیہ نے دعویٰ کیا ہے کہ:

اگر اس اثر کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے صحت ثابت ہو بھی جائے تو لازماً اس کا معنی یہ ہوگا کہ اگر کسی شخص نے سیدنا علی علیہ السلام کی ایسی افضلیت بیان کی جس سے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی خلافت حقہ پر حرف آئے یا ان کی تنقیص و توہین لازم آئے تو اس پر مفتری کی حد جاری کی جائے گی۔

(شرح اسنی المطالب ص808۔ از قاری ظہور احمد فیضی صاحب)

بلاشبہ یہ حد سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محض افضلیت کے قائلین کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی جرم نہیں بلکہ یہ حد مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ایسے نام نہاد مگر غالی محبین کے لیے ہے جو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے بدخواہ تھے۔ (شرح اسنی المطالب، ص808)

شیخ الاسلام ابو اسحاق الفزاری کی کتاب السیر والی روایت مذکورہ نقل کرنے کے بعد لسان المیزان میں اس روایت کے منقول ہونے کا حوالہ دے کر اس کا کچھ خلاصہ نقل کر کے اس کے تحت رقمطراز ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ یہ عبداللہ بن سبا اور اس کے ہمنوا لوگ تھے اور ابن سبا بدبخت کی بدبختی محتاج بیان نہیں۔ یہ ایک طرف تو "کان یقع فی ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما" (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی برائی کرتا تھا) اور دوسری طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو کرتا تھا۔

• حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: اس کے پیروکاروں کو سبائیہ کہا جاتا ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں الوہیت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا تھا۔ (لسان المیزان، ج4ص24، وطبعہ اخریٰ، ج4ص485)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے فتنے پرور لوگوں کا سد باب کرنے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انتہائی سخت قدم اٹھایا اور ارشاد فرمایا: باقی باتیں تو اپنی جگہ، آج کے بعد مجھے اتنا معلوم ہوا کہ کوئی شخص مجھے شیخین پر فضیلت دیتا ہے تو میں اس پر بھی جھوٹے کی حد لگاؤں گا۔

کونسا تفضیلی مفتری کی حد کا سزاوار ہے؟ اگر کوئی شخص اس واضح تصریح کے باوجود بھی اس حقیقت کا انکار کرے، تا آخر۔ (شرح اسنی المطالب، ص810)

شبہ مذکورہ کے جوابات:

بتوفیق اللہ تعالیٰ اقول:

فقیر راقم الحروف کی تحریر چونکہ خیر خواہی کے لیے ہے شاید کسی کو قبول حق کی توفیق نصیب ہو جائے اس لیے اصلاحی اور تعمیری انداز میں حق واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جہاں تک اس اثر یعنی حدیث مرتضوی کی صحت ثابت ہونے کا تعلق ہے تو بفضلہٖ تعالیٰ فقیر راقم الحروف اس کی صحت ثابت کر چکا ہے جس کا انکار ارباب انصاف میں سے کسی کے لیے ممکن نہیں ہے۔ وللہ الحمد فی الاولی والآخرۃ۔

جواب اول:

اگر محض افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے قائلین کے بارے میں یہ حد نہیں ہے کیونکہ یہ

کوئی جرم نہیں ہے بلکہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے بدخواہ اوران کی خلافت پر طعن اوران کی تنقیص وتوہین کرنے والوں کے لیے ہے،

توجواب طلب سوال یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس اعلان اورارشاد کہ:باقی باتیں تواپنی جگہ آج کے بعد مجھے اتنا معلوم ہوا کہ کوئی شخص مجھے شیخین پر فضیلت دیتا ہے تو میں اس پر بھی جھوٹے کی حدلگاؤں گا،(شرح اسنی المطالب،ص 810) کے بعد اگر کوئی شخص حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی تنقیص وتوہین کرنے والوں سے بھی نہ ہوتا اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قول کرتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے وعدہ کے مطابق اس پر مفتری کی حد جاری کرتے یانہ کرتے؟ جب کرتے اور ضرور کرتے ،تو اب بتایا جائے کہ یہ حد محض افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ کے نظریہ پر ہوتی یا حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی مزید تنقیص وتوہین اور بدخواہی پر ہوتی؟

صورت مذکورہ میں جب اس شخص نے مزید کسی تنقیص اورتوہین کاارتکاب ہی نہیں کیااورنہ ہی توہین کرنے والے گروہ سے اس کاکوئی تعلق تھا،تو بالیقین یہ حد محض افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ کے نظریہ اورقول پر ہوتی۔

لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ کاعقیدہ رکھنااور قول کرنا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی تنقیص شان کا ارتکاب کرنا ہے جوحضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کی سزا آپ کے نزدیک مفتری کی حد ہے چہ جائیکہ مزید تنقیص وتوہین کی جائے۔

ہاں البتہ تفضیلیہ کے نزدیک یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جواب ثانی:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات مذکورہ میں اس بات کی صراحت موجود ہے جس کی آپ کو اطلاع موصول ہوئی تھی تو آپ نے اس پر مفتری کی حد لگانے کا اعلان فرمایا چنانچہ آپ نے مسجد میں برسر منبر فرمایا:

"الا انہ بلغنی ان اناسا یفضلونی علی ابی بکر و عمر الحدیث"

(فضائل الصحابۃ، کتاب السنۃ)

خبردار مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ لوگ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دیتے ہیں، تا آخر۔ پھر ان کے اس عمل پر سزا کا اعلان فرمایا:

"فمن قال شیئا من ذلك فهو مفتر علیه ما علی المفتری"

جس شخص نے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر مجھے افضلیت دینے کے بارے میں کچھ کہا وہ بہتان باندھنے والا ہے اس کی وہی سزا ہے جو مفتری کی ہے۔ پھر فرمایا:

"ان خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر الحدیث.." (فضائل الصحابۃ)

"اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔"

اسی طرح دوسری روایات میں بھی حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قول کرنے پر اس سزا کا اعلان کیا گیا ہے۔

"لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدته حد الفتری"

حدیث نمبر 49 (فضائل الصحابۃ 100/1)

''جو شخص مجھے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا میں اس کو مفتری کی حد لگاؤں گا۔''

''الا ولن یبلغنی عن احد یفضلنی علیہما الا جلدتہ حد المفتری''

''خبردار کسی شخص کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے تو میں اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔''

(کتاب السیر لشیخ الاسلام ابی اسحاق الفزاری)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مسجد میں بر سر منبر حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر اپنی تفضیل کی اطلاع موصول ہونے کا حوالہ دینا اور پھر اسی تفضیل پر سزا کا اعلان کرنا اور آخر میں پھر حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے قطعی ہونے کا اعلان کرنا، ان تمام تصریحات سے ثابت ہوا کہ تفضیلیہ کا یہ دعویٰ سراسر باطل ہے کہ یہ سزا صرف حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی توہین کرنے والوں اور بدخواہوں کے لیے ہے محض افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے قائلین کے بارے میں نہیں ہے۔

ایسی تصریحات کی موجودگی میں اس تاویل کا کوئی جواز نہیں ہے۔ ہاں یہ علیحدہ امر ہے کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی مزید تنقیص و توہین کرنے والے اور بدخواہ اس سے بھی سنگین سزا کے مستحق ہیں۔

جواب ثالث:

صحابیٔ رسول حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ جو اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ایک وقت تک افضلیت علی رضی اللہ عنہ کی رائے رکھتے تھے وہ تو بلا شبہ محض افضلیت علی کا عقیدہ رکھتے تھے نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایسی افضلیت مانتے تھے جس سے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما

کی خلافت حقہ پر حرف آئے اور نہ ہی ان کی توہین کرتے تھے نہ ہی ان کے بدخواہ تھے۔ جبکہ مرویات ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے واضح ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے اس پر انکار کیا اور اپنی ایسی افضلیت ماننے کی بھی انہیں اجازت نہیں دی بلکہ فوری طور پر حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت قطعی ہونے کا عقیدہ تعلیم فرمایا، اور جب مزید لوگوں کے بارے میں اسی نظریہ کی اطلاع ملی تو سزا کا اعلان فرمایا۔ تو اس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ محض افضلیت علی کا عقیدہ رکھنے کی بھی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت قطعی اور یقینی ہے۔ وللہ الحمد

جواب رابع:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مقدس:

"اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر"، (کتاب السنة مسند احمد بن حنبل، جامع الترمذی وغیرها من الکتب الکثیرة) کے مطابق جوذات اقدس حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بھی مقتدیٰ ہے یعنی حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس اعلان سے بھی طویل زمانہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے منکر کے لیے اسی سزا کا اعلان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت امام ابوعبدالرحمن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد کریم امام اہل سنت حضرت امام احمد بن محمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

پہلی حدیث:

"حدثنا عبداللہ قال: حدثني ابي قثنا محمد بن جعفر قثنا شعبة عن حصين عن ابن ابي ليلى قال: تداروا في امرابي بكر وعمر فقال رجل من عطارد: عمر افضل من ابي بكر فقال الجارود: بل ابوبكر. ابوبكر افضل منه. قال فبلغ ذلك عمر. قال: فجعل ضربا بالدرة حتى شغر برجليه ثم اقبل الى الجارود فقال: اليك عني ثم قال عمر: ابوبكر كان خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم في كذا وكذا قال: ثم قال عمر: من قال غير هذا اقمنا عليه ما نقيم على المفترى"

حدیث نمبر 396(فضائل الصحابۃ 1/367-368) حدیث صحیح

''حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں باہمی گفتگو کی تو عطارد قبیلہ سے ایک مرد نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں تو حضرت جارود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلکہ حضرت ابوبکر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا: پھر اس امر کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو موصول ہوئی تو آپ نے اس شخص (جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبلر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دیا تھا) کو زبردست درے مارے پھر حضرت جارود رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا:

مجھ سے رکیے، پھر فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے ایسے کمالات

میں حضور رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

پھر فرمایا: جس شخص نے اس موقف اور نظریہ کے خلاف کہہ دیا (یعنی کسی دوسرے صحابی کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کہا) تو ہم اسے وہی حد لگائیں گے جو افتراء پرداز اور بہتان باندھنے والے کو لگاتے ہیں۔،،

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس حدیث کے مضمون کی روشنی میں یہ بات دین متین کے ادنیٰ خادم پر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توہین نہیں کی تھی اور نہ ہی آپ کا بدخواہ تھا اور نہ ہی اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایسی افضلیت بیان کی تھی جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ پر حرف آئے بلکہ صرف اتنا کہا تھا: عمر افضل من ابی بکر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ تو اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے زبردست کوڑے مارے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت بیان فرمائی پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے منکر پر مفتری کی حد قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔

دوسری حدیث:

"حدثنا عبداللہ قال: حدثنی ابی قثنا هشیم قال:انا حصین عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال: خطب عمر بن الخطاب فحمد اللہ و اثنی علیه ثم قال: الاان خیر هذه الامة بعد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ابوبکر فمن قال سوی ذلك بعد مقامی هذا فهو مفتر علیه ما علی المفتری"

حدیث نمبر 189 (فضائل الصحابۃ 222/1) حدیث صحیح

''حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا پس اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا:

خبردار بیشک اس امت میں سب سے افضل حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پس جس شخص نے میرے اس مقام (پر اس حق کا اعلان کرنے) کے بعد افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موقف اور نظریہ کے سوا (کسی بھی دوسرے صحابی کی افضلیت کا) قول کیا تو وہ شخص مفتری ہے اس کی وہی سزا ہے جو مفتری کی ہے۔''

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی کا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے سماع کا ثبوت حقیقت واقعیہ ہے:

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما جو کہ جلیل القدر تابعی اور نہایت ثقہ راوی ہیں، شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ولد لست بقین من خلافة عمر. روی عن ابیه وعمر وعثمان وعلی وسعد الخ۔'' (تھذیب التھذیب 234/6)

''جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ (6) سال باقی تھے تو حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔''

انہوں نے اپنے باپ (حضرت ابولیلی رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر وعثمان وعلی وسعد وغیرہم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں۔

"قال عطاء بن السائب عن عبدالرحمن ادرکت عشرین ومائة من الانصار صحابة وقال عبدالملك بن عمیر لقد رایت عبدالرحمن فی حلقة فیها نفر من الصحابة فیهم البراء یسمعون لحدیثه وینصتون له"

(تهذیب التهذیب 6/234-235)

"حضرت عطاء بن سائب نے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ایک سو بیس انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ (اور حضرات مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے علاوہ ہیں) اور عبدالملک بن عمیر نے کہا: میں نے عبدالرحمن کو لوگوں کے حلقہ میں ضرور دیکھا ہے اس حلقہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے (بھی) ایک گروہ موجود تھا ان میں حضرت براء رضی اللہ عنہ بھی تھے عبدالرحمن سے حدیث سن رہے تھے اور اس کے لیے خاموشی اختیار کیے ہوئے تھے۔"

حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما کے سماع کے بارے میں اہل علم کا ایک قول یہ ہے کہ سماع ثابت نہیں ہے اور ان حضرات کے اس قول کی ایک وجہ یہ ہے کہ انہیں کسی سند قوی اور ثقہ رجال کے طریق پر اطلاع نہیں ہوئی جس کے ساتھ سماع کی صحت ثابت ہو سکے۔

اور دوسری وجہ اعتماد ہے یعنی بعض حضرات نے یہ کہہ دیا کہ سماع ثابت نہیں ہے تو نقل در نقل کا سلسلہ شروع ہو گیا اور حقیقی صورتحال کا جائزہ لیے بغیر کافی لوگوں نے کہہ دیا کہ سماع ثابت نہیں ہے۔ جبکہ اہل علم پر ہرگز مخفی نہیں ہے کہ عدم اطلاع عدم وجود کو مستلزم نہیں ہے۔ اس لیے دیگر ائمہ اعلام نے جب ایسے متعدد طرق و

اسانید پر اطلاع پائی ہے جن سے سماع کا ثبوت صرف یہی نہیں کہ پایہ صحت کو پہنچ ہے بلکہ روز روشن کی طرح واضح ہے تو انہوں نے فرمایا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ کا سماع ثابت ہے اور یہی قول حق وصواب ہے کیونکہ پہلے قول کی بنیاد عدم علم اور عدم اطلاع پر ہے جبکہ دوسرے قول کی بنیاد ایسے دلائل پر ہے جو واقعی طور پر صحت سماع کے لیے مثبت ہیں۔ ملاحظہ کریں:

(الف)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما کی عمر چھ سال ہو چکی تھی جبکہ تحمل اور سماع حدیث کی صحت اور معتبر ہونے کے لیے پانچ سال عمر ہونا بھی شرط نہیں ہے بلکہ شرط عقل وضبط ہے وہ پانچ سال سے کم عمر میں پائے جانے کی صورت میں بھی سماع معتبر ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن صلاح سے اس مسئلہ کی تفصیل گزر چکی ہے۔

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت اور اُن کی خدمت میں حاضری کا شرف بھی عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے۔

"قال ابو حاتم روی عن عبد الرحمن انه رأی عمر (رضی اللہ عنہ)"

(تھذیب التھذیب 235/6)

"امام ابو حاتم نے فرمایا: حضرت عبدالرحمن سے مروی ہے کہ بیشک انہوں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دیدار کیا ہے۔"

جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ میں حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما کی عمر اس سے بھی زیادہ تھی جو سماع حدیث کے معتبر ہونے کے لیے شرط

ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور شرف زیارت پانا بھی ثابت ہے تو سماع کی نفی کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے حتی کہ اگر ثقہ راوی مدلس نہ ہو اور وہ عن فلان کے ساتھ روایت کرے تو راوی کی مروی عنہ سے ایک بار ملاقات ثابت ہونے کی صورت میں اس کا عن فلان کے ساتھ روایت کرنا بھی اتصال اور سماع پر محمول ہوتا ہے نفس خبر میں سماع کی تصریح بھی ضروری نہیں ہے۔

(ب)

شیخ الاسلام امام ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلی قدس سرہ متوفی 307ھ رقمطراز ہیں:

"حدثنا محمد بن علی بن الحسن بن شقیق قال: سمعت ابی یقول: حدثنا الحسین بن واقد عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت ان عبد الرحمن بن ابی لیلی حدثه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب الی مکة فاستقبلنا امیر مکة نافع بن علقمة۔ وسمی بعمر له یقال له نافع۔ فقال: من استخلفت علی مکة؟ قال استخلفت علیها عبد الرحمن بن ابزی۔ قال عمدت الی رجل من الموالی فاستخلفته علی من بها من قریش واصحاب رسول اللہ ﷺ؟ قال: نعم وجدته اقرأهم لکتاب اللہ ومکة ارض محتضرة فاحببت ان یسمعوا کتاب اللہ من رجل حسن القراءة قال: نعم مارأیت۔ ان اللہ یرفع بالقران اقواماً ویضع بالقران اقواماً وان عبد الرحمن بن ابزی ممن رفعه اللہ بالقران"

(مسند ابی یعلی موصلی 129/1)

"حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت عمر بن الخطاب

رضی اللہ عنہ کی معیت میں مکہ کی طرف نکلا تو امیر مکہ نافع بن علقمہ رضی اللہ عنہ نے ہمارا استقبال کیا، ان کا نام ان کے چچا کے نام پر رکھا گیا ہے اسے نافع کہا جاتا ہے۔ تو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امیر مکہ سے فرمایا: تم نے کس شخص کو مکہ پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: عبدالرحمن بن ابزی کو، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: موالی سے ایک مرد کا تم نے قصد کر لیا پھر تم نے اس کو اہل مکہ قریش اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خلیفہ مقرر کر دیا؟ تو انہوں نے عرض کیا جی ہاں، میں نے اسے اہل مکہ میں سے کتاب اللہ کا سب سے اچھا قاری پایا ہے، اور مکہ مکرمہ کی سرزمین، اسلامی سلطنت کے طول و عرض سے مسلمانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہے تو میں نے اس بات کو پسند کیا کہ مسلمان اچھی قراءت والے مرد سے کتاب اللہ (کی تلاوت) سنیں۔ تو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے بہت اچھی رائے قائم کی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قرآن کے ساتھ کچھ قوموں کو رفعت عطا فرماتا ہے اور کچھ قوموں کو پستی میں ڈال دیتا ہے اور عبدالرحمن بن ابزی ان (خوش نصیبوں) سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے۔،،

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

"واخرج ابو یعلی من طریق حسین بن واقد عن حبیب بن ابی ثابت، ان عبدالرحمن بن ابی لیلی حدثه قال: خرجت مع عمر الی مکة فاستقبلنا امیر مکة نافع بن علقمة و سمی بعمه یقال له نافع فقال له عمر: من استخلفت علی مکة ... الحدیث.

وھذا السند قوی الاان فیه غلطافی تسمیة ابیه فالقصة معروفة

لنافع بن عبد الحارث کما تقدم قریبا،،(الاصابۃ 323/6)

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسند ابی یعلی موصلی کی مذکور حدیث کی سند کے بارے میں فرمایا:

اور یہ سند قوی ہے مگر متن روایت میں (کسی راوی سے) حضرت نافع کے باپ کا نام بیان کرنے میں غلطی ہے۔ یہ قصہ حضرت نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ کے بارے میں معروف ہے جیسا کہ قریب گزرا ہے (کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ مکرمہ کا امیر مقرر فرمایا تھا اور وہ کبار اور فضلاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں)،،

بحمدہ تعالیٰ سند قوی (جس کے تمام راوی ثقہ ہیں) کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما کا سماع ایسی عبارت کے ساتھ ثابت ہے کہ وہاں عدم سماع یا کسی راوی کی غلطی اور وہم کا احتمال بھی نہیں ہے اور در حقیقت یہ صرف ایک حدیث کے سماع کا ثبوت نہیں ہے بلکہ احادیث کثیرہ کے سماع پر بمنزلہ نص کے ہے اس لیے کہ حج یا عمرہ کے ادائیگی کے لیے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک تمام سفر میں امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی معیت کی سعادت حضرت عبد الرحمن کو حاصل ہونے کا بیان ہے اور ظاہر یہی ہے کہ اس سفر سے پہلے مدینہ منورہ میں اور اس کے بعد مکہ مکرمہ میں بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی معیت اور صحبت کی سعادت انہیں حاصل رہی، تو واللہ تعالیٰ اعلم کتنے دنوں بلکہ ہفتوں کی معیت میں حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے کتنے ہی ارشاداتِ نبویہ اور ارشاداتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سننے کی سعادت انہیں حاصل ہوئی؟

اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز نے تھذیب التھذیب

میں عدم سماع کے بارے میں بعض ائمہ فن کے اقوال نقل کرنے کے باوجود الاصابۃ میں مسند ابی یعلی الموصلی کی سند قوی ہونے کی تصریح کر کے عدم سماع کے تمام اقوال کا غیر معتبر ہونا واضح کر دیا۔ کیونکہ جن حضرات کو طرق صحیحہ پر اطلاع نہیں ہو سکی اور صرف طرق ضعیفہ ان کے سامنے آئے تھے تو انہوں نے سماع ثابت نہ ہونے کی بات کی ہے۔ لیکن جب واقعی طور پر سند قوی بلکہ متعدد اسانید صحیحہ کے ساتھ سماع ثابت ہے تو عدم سماع کے اقوال کا غیر معتبر ہونا ایک لازمی امر ہے۔ وللہ الحمد

ضروری تنبیہ:

''سند مذکور کے رجال کے ثقہ ہونے کے بیان میں صرف حوالہ جات کے ذکر پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

محمد بن علی بن الحسن بن شقیق ثقہ ہے۔ (تہذیب التہذیب 311/9)

علی ابن الحسن بن شقیق، ثقہ ہے۔ (تہذیب التہذیب 264-263/7)

حسین بن واقد المروزی ثقہ ہے۔ (تہذیب التہذیب 322-321/2)

سلیمان بن مہران الاسدی الاعمش ثقہ ہے (تہذیب التہذیب 196-195/4)

حبیب بن ابی ثابت قیس بن دینار ثقہ ہے (تہذیب التہذیب 157-156/2)

عبدالرحمن بن ابی لیلی جلیل القدر تابعی ثقہ ہے (تہذیب التہذیب 235/6)

(ج)

حضرت امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی قدس سرہ رقمطراز ہیں:

''حدثنا روح بن الفرج قال: ثنا یوسف بن عدی قال: ثنا

ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن عمرو بن مرۃ عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال:
صلی بنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بمکۃ صلاۃ الفجر الحدیث.
(شرح معانی الآثار مع شرحہ نخب الافکار 319/2)

حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما نے فرمایا:
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ میں ہمیں نماز فجر پڑھائی، الحدیث۔
حضرت امام بدر الدین محمود بن احمد عینی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:
''ثم اخرج الاثار المذکورۃ من تسع طرق صحاح رجالھا کلھم ثقات،، (نخب الافکار 320/2)

''السابع: عن روح بن الفرج القطان (الی ان قال) وھؤلاء کلھم من رجال الصحیحین ما خلا روحا،، (نخب الافکار 322-321/2)

''روح بن الفرج القطان (الی ان قال) وکان من الثقات (الی ان قال) قال الکندی فی الموالی کان من اوثق الناس وقال ابن قدید ذاک رجل نفسہ رفعہ اللہ بالعلم والصدق وقال الخطیب کان ثقۃ،، (تہذیب التہذیب 256/3)

امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نو (۹) طرق صحاح سے آثار مذکورہ روایت کیے ہیں ان کے تمام راوی ثقہ ہے۔

ساتواں طریق: عن روح بن الفرج القطان (تا) روح بن الفرج کے سوا یہ تمام راوی رجال صحیحین سے ہیں۔،، جبکہ روح بن الفرج القطان کے ثقہ ہونے پر ائمہ اعلام متفق ہیں جیسا تہذیب التہذیب سے ائمہ اعلام کی تصریحات ابھی گزر چکی

ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اثر مذکور (حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی نے فرمایا:
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ میں ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ الحدیث) کی متعدد اسانید صحیحہ ہیں جن سے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی کا امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سماع روز روشن کی طرح واضح ہے۔

حضرت امام ابوجعفر الطحاوی قدس سرہ رقمطراز ہیں:

"حدثنا یزید بن سنان قال: ثنا ابو عامر و مسلم بن ابراھیم قالا: ثنا محمد بن طلحة عن زبید عن عبدالرحمن بن ابی لیلی .قال: خطبنا عمر رضی اللہ عنہ فذکر مثلہ" (شرح معانی الآثار مع نخب الافکار 226/4)

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، الحدیث۔

امام بدرالدین عینی قدس سرہ نے اس حدیث کے تحت فرمایا:

"و ھذا ایضا اسناد صحیح وفیہ تصریح بسماع ابن ابی لیلی عن عمر رضی اللہ عنہ" (نخب الافکار فی شرح شرح معانی الآثار 228/4)

"اور یہ بھی اسناد صحیح ہے اور اس اثر میں حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی کے حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح ہے۔"

(د)

حضرت امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

و اسند عبدالرحمن بن ابی لیلی و قد حفظ عن عمر بن الخطاب و صحب علیا الخ،، (صحیح مسلم 24/1)

''حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عبارت منقولہ میں پورے وثوق کے ساتھ اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی نے حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے (سماع کر کے احادیث وآثار کو) ضرور حفظ کیا ہے اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے ہیں۔،،

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سماع ثابت ہونے کی جزمی طور پر تصریح فرمادی ہے:

واسند عبدالرحمن بن ابی لیلی و قد حفظ عن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ)

وللہ الحمد فی الاولی والآخرۃ۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

''حصین بن عبدالرحمن السلمی ابوالهذیل الکوفی متفق علی الاحتجاج بہ الا انہ تغیر فی آخر عمرہ (الی ان قال) فاما شعبۃ والثوری وزائدۃ وھشیم وخالد فسمعوا منہ قبل تغیرہ''

(ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری 560-561)

''حصین بن عبدالرحمن سلمی ابوالہذیل کوفی (کی مرویات احادیث وآثار) کے ساتھ حجت پکڑنے پر علمائے اعلام وائمہ کرام کا اتفاق ہے مگر اس کی عمر کے آخری حصہ میں اس کی یادداشت اور حافظہ متاثر ہو گیا تھا۔ لیکن شعبہ، ثوری، زائدہ اور ہشیم و خالد نے اس کے حال میں اس تغیر اور تبدیلی واقع ہونے سے پہلے اس سے حدیث

کا سماع کیا ہے۔،،لہذا حصین بن عبدالرحمن سے شعبہ اور ھشیم کا روایت کرنا موجب طعن ہرگز نہیں ہے۔

بحمد اللہ تعالی ان حقائق واقعیہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی سے مروی حضرت فاروق اعظم ﷛ کی دونوں احادیث مبارکہ مذکورہ صحیح ہیں کسی حدیث کی سند میں انقطاع ہرگز نہیں ہے لہذا فضائل الصحابۃ کی حدیث نمبر 189 اور حدیث نمبر 396 کی سند میں اگر کسی نے انقطاع کا قول کیا ہے اس بنا پر کہ حضرت فاروق اعظم ﷛ سے عبدالرحمن بن ابی لیلی کا سماع ثابت نہیں ہے تو یہ قول ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ حق وصواب یہ ہے کہ سماع ثابت ہے اور دونوں احادیث کی اسانید صحیحہ ہیں۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

حدیث مذکور سے ثابت شدہ مسائل:

(الف)

سیدنا فاروق اعظم ﷛ نے حدیث مذکور میں محض افضلیت سیدنا صدیق اکبر ﷛ کے انکار پر مفتری کی حد لگانے کا اعلان فرمایا ہے ورنہ حضرت عمر بن الخطاب ﷛ کے زمانۂ خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کی توہین یا تبرابازی اور آپ کی خلافت حقہ پر طعن کسی نے نہیں کیا تھا۔ تو بعینہ اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ ﷛ نے بھی حضرات شیخین کریمین ﷠ کی صرف افضلیت کے منکر کو ہی مفتری کی حد لگانے کا

اعلان فرمایا ہے۔

(ب)

اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ حضرات صحابہ کرام مہاجرین وانصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا موقف اور نظریہ، یہ ہے کہ افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قطعی ہے۔ اس لیے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

اور یہ خطبہ مسجد نبوی شریف میں منبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا اور حمد وثنا کے بعد بالاہتمام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعی ہونے کا اعلان وبیان فرمایا:

الا ان خیر ھذہ الامۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر۔

پھر اس کے منکر کی سزا بیان فرمائی، فرمایا:

فمن قال سوی ذلک بعد مقامی ھذا فھو مفتر علیہ ما علی المفتری۔

اور اس خطبہ سے پہلے جب آپ نے شخص مذکور کو درے مارے تھے اس وقت بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے بیان کے ساتھ اس کے منکر کی سزا کا اعلان فرما چکے تھے، چنانچہ فرمایا تھا:

"من قال غیر ھذا اقمنا علیہ ما نقیم علی المفتری"

"جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کی افضلیت (مطلقہ) کا قول کیا ہم اس پر وہی حد قائم کریں گے جو مفتری پر قائم کرتے ہیں۔"

جبکہ خطبہ میں "الا" حرف تنبیہ اور "ان" حرف تحقیق کے ساتھ آپ کی افضلیت کا بیان فرمایا ہے۔

اور "ان" کے ساتھ وہی حکم بیان کیا جاتا ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوتی بلکہ قطعی اور یقینی ہوتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک قطعی اور یقینی ہے۔ اور جب آپ نے صحابہ کرام مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اس کی قطعیت بیان فرمائی ہے تو کسی صحابی نے آپ کے اس فرمان سے اختلاف نہیں کیا جس سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دیگر حضرات صحابہ کرام مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کا بھی وہی موقف اور نظریہ تھا جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا تھا

اور اگر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قطعی ہونے پر اتفاق نہ ہوتا تو کم از کم اکابر حضرات اپنی رائے کا اظہار ضرور کرتے، کیونکہ اپنی رائے کا اظہار کرنے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کوئی پابندی نہیں تھی جیسا کہ کتب احادیث وسیر سے خوب واضح ہے۔ وللہ الحمد

(ج)

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوا کہ حضرات اکابر اور مجتہدین صحابہ کرام مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اس پر متفق ہیں کہ محض افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے منکر کی سزا مفتری کی حد (اسی کوڑے) ہے اس لیے کہ اگر یہ حضرات نفوس قدسیہ اس سزا کو شرعی طور پر درست نہ سمجھتے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان سن کر خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔

اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ خلافتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محض افضلیت کے انکار کی سزا حدِ مفتری ہے۔ کیونکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اعلان سے آپ کا اختلاف کرنا ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ عملاً تائید کرنا ضرور ثابت ہے کیونکہ آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بھی محض افضلیت کے انکار پر بھی اسی سزا کا اعلان صرف ایک بار ہی نہیں بلکہ متعدد بار کیا ہے۔

اس سے تفضیلیہ کے اس مغالطہ کی حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ یہ سزا حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی محض افضلیت کے انکار پر نہ تھی بلکہ ان کے بدخواہ اور خلافت حقہ پر طعن اور توہین کرنے والے کے بارے میں تھی۔ جبکہ خلافت فاروقی میں ان اُمور کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جواب خامس:

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ کے قائلین کے نزدیک واللہ تعالیٰ اعلم کس حد تک غیر محتاط گفتگو کی جائے تو وہ تنقیص شان کے زمرہ میں آئے گی لیکن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو محض افضلیتِ علی کا عقیدہ رکھنا اور اس کا قائل ہونا ہی حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی شان میں تنقیص کا ارتکاب کرنا ہے اسی لیے تو آپ نے اس پر حدِ مفتری کے اعلان سے متصل بعد بھی حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت قطعی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

"ان خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر الحدیث۔" حدیث نمبر 484 (فضائل الصحابۃ 1/412)

حضور رسول اللہ ﷺ کے بعد بیشک تمام لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر اپنی تفضیل کو ان کی تنقیصِ شان کیوں نہ سمجھتے جبکہ وہ نفوس قدسیہ حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد مقدس کے مطابق اہل بیت وغیر اہل بیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقتدیٰ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

"عن حذیفة رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر"

کتاب السنة 579/2۔ حدیث نمبر 1366۔ اسنادہ صحیح

مسند امام احمد۔ جامع الترمذی وغیرھا من الکتب الکثیرة۔

"حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان دونوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد (یکے بعد دیگرے میرے خلفاء) ہیں ابوبکر (صدیق) اور عمر (فاروق اعظم رضی اللہ عنہما)"، تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مقتدایان پر اپنی تفضیل کا قول کیونکر گوارا کر سکتے تھے اس لیے مفتری کی حد لگانے کا اعلان فرمایا۔

کاش تفضیلیہ کو بھی اس نظریہ کی سنگینی کا احساس ہو جائے کہ اگر خود انہوں نے کسی کو اپنا مقتدا سمجھ رکھا ہو تو اس پر اپنی تفضیل سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے لیکن جن نفوس قدسیہ کو حضور سید المرسلین ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مقتدا ٹھہرایا ہے ان پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم

نتیجہ کلام:

وہ ذات اقدس جس کے حق میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لو کان بعدی نبی کان عمر بن الخطاب۔"

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ۔ حدیث نمبر 498 (فضائل الصحابۃ 1/423-424)

"عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ان اللہ عزوجل جعل الحق علی قلب عمر ولسانہ"

(فضائل الصحابۃ 1/307) حدیث نمبر 313

عن ابی ھریرۃ: ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ" حدیث نمبر 524 (فضائل الصحابہ 1/439)

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔ (رضی اللہ عنہ)"

"بیشک اللہ عزوجل نے عمر کے دل اور اس کی زبان پر حق رکھ دیا ہے۔"

"بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور اس کے دل پر حق رکھ دیا ہے۔"

اور جن کے حق میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر"

حدیث نمبر 523 (فضائل الصحابۃ 1/438-439)

"ہم بعید نہیں سمجھتے تھے کہ بیشک سکینت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتی ہے۔"

تو اس ذات اقدس کا اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی موجودگی میں فیصلہ یہی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محض افضلیت کے منکر کی سزا اسی کی

حد ہے۔اوران کے ساتھ اکابراور مجتہدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

اور جس ذات اقدس کے حق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی ہے:

"اللّٰھم ادر الحق معه حیث دار" (ازالة الخفاء 310/1)

"یا اللہ! حق کو علی کے ساتھ گردش دے،علی جہاں پھرے (رضی اللہ عنہ)۔"

اس ذات اقدس کا یہ فیصلہ ہے کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی محض افضلیت کے منکر کی سزا مفتری کی حد ہے۔ جب حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی موجودگی میں مسجد نبوی شریف میں منبر رسول پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعی ہونے کا اعلان فرمایا ہے اور اس کے منکر کو مفتری کی حد لگانے کا اعلان کیا ہے جبکہ حضرات اکابر و مجتہدین صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا۔

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی مسجد میں منبر پر حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت قطعی ہونے کا اعلان فرمایا ہے اور محض افضلیت کے انکار پر مفتری کی حد اسی (80) کوڑے مارنے کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حق میں وحی نبوت سے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے ساتھ حق گردش کرنے کی دعا فرمائی ہے۔

اور وہ دونوں نفوس قدسیہ اور ان کے ساتھ تمام مجتہدین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس پر متفق ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعی ہے اور ان کی محض افضلیت کے منکر کی سزا مفتری کی حد ہے۔

اور حضرت علی مرتضیٰ و باقی تمام مجتہدین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس پر متفق ہیں کہ افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما قطعی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی محض افضلیت کے انکار کرنے والے پر مفتری کی حد قائم کرنے کا اعلان کیا ہے

اور یہ بات ہر صاحب عقل و خرد جانتا ہے کہ حق کا مقابل باطل ہے تو جس مسئلہ پر حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب فاروق اعظم اور حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما متفق ہوں اور اسے منبر پر بیان کریں اور تمام اکابر اور مجتہدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان سے اتفاق کریں تو اس موقف اور نظریہ کے حق اور اس کے خلاف کے باطل ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں ہے۔

لہٰذا تفضیلیہ مہربانی کریں محض باطل نظریہ پر ضد اور اصرار نہ کریں بلکہ سچی توبہ کر کے حق قبول کرنے کا اعلان کریں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے محبین مخلصین ہونے کا ثبوت دیں اس طرح کہ منبروں پر افضلیت شیخین کریمین قطعی ہونے کا اعلان کریں اور محض افضلیت کے منکر کو مفتری کی حد کا مستحق ٹھہرائیں اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ لوگوں کو سنا کر ان کو گمراہی سے بچائیں۔

اللّٰھم ارنا الحق حقاوارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔

جواب سادس:

شرح اسنی المطالب میں لسان المیزان کا یہ مقام بیان کرنے میں دھاندلی اور مکاری کی گئی ہے اس لیے کہ شیخ الاسلام ابو اسحاق الفزاری کی روایت کے بعد والا ابن حجر قدس سرہ کا کلام روایت مذکورہ کے پس منظر کے طور پر ساتھ ملا کر اور ایک جملہ

دوسری روایت سے نقل کر کے ایک مضمون تیار کر لیا گیا،

پھر اس کے تحت ایک نتیجہ: اس سے معلوم ہوا، تا آخر،

قلمبند فرما دیا تا کہ قارئین مطمئن ہو جائیں۔ اور پھر ایک سرخی:

(کونسا تفضیلی مفتری کی حد کا سزاوار ہے؟) قائم کی اور اس کے تحت لکھا:

اگر کوئی شخص اس واضح تصریح کے باوجود بھی اس حقیقت کا انکار کرے،

تا آخر۔ (پوری عبارت آپ شبہ میں ملاحظہ کر چکے ہیں)

اقول: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دھاندلی اور دھوکا دہی کی انتہاء ہے کہ جس چیز کا مفتری کی حد کے اعلان کے وقت تک نام ونشان بھی نہیں ہے اسے اس اعلان کے پس منظر کی تصریح قرار دیدیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

حقیقت یہ ہے کہ حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام ابو اسحاق الفزاری قدس سرہ کی سند سے روایت نقل کی ہے جس کے آخر میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد مقدس:

"الا ولا یبلغنی عن احد یفضلنی علیھما الا جلدتہ حد المفتری"،

موجود ہے، اس روایت میں عبداللہ بن سبا (یہودی) اور اس کے ہمنواؤں کا افضلیت علی کا نظریہ اختراع کرنے کا بھی ذکر ہے۔ فقیر راقم الحروف لسان المیزان کی اصل عبارت گزشتہ صفحات میں نقل کر چکا ہے۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت مذکورہ کے اختتام کے بعد عبداللہ بن سبا کا مزید کچھ تعارف پیش کیا ہے چنانچہ لکھا ہے:

واخبار عبداللہ بن سبا شھیرۃ فی التواریخ ولیست لہ روایۃ وللہ

الحمد وله اتباع يقال لهم السبائية معتقدون الهية علی بن ابی طالب وقد احرقهم علی بالنار فی خلافته''(لسان المیزان 290/3)

عبداللہ بن سبا (کی تخریب کاری اور مسلمانوں میں فتنہ وفساد برپا کرنے) کے قصے کتب تواریخ میں مشہور ہیں اور (کسی حدیث یا اثر کی) روایت اس سے ثابت نہیں ہے۔ و للہ الحمد۔ اور اس کے پیروکار ہیں جنہیں سبائیہ کہا جاتا ہے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الٰہ اور معبود مانتے ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں انہیں آگ میں جلایا۔''

اقول و باللہ التوفیق: شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ کی عبارت خوب واضح ہے۔ انہوں نے اس عبارت کے ساتھ اجمالی انداز میں عبداللہ بن سبا کا سارا کردار بیان کر دیا ہے کہ کتب تاریخ میں اس کی تخریب کاری کے واقعات اور قصص کی تفصیل موجود ہے کہ اس نے اہل اسلام میں پھوٹ ڈالنے کے لیے کس طرح مرحلہ وار اپنی سازشوں کو عملی جامہ پہنایا کہ پہلے فرقہ شیعہ تفضیلیہ تیار کیا پھر شیعہ سبیہ اور تبرائیہ پھر شیعہ غلاۃ اور یہ آخری فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا نظریہ رکھتا ہے اور اسی کو سبائیہ کہا جاتا ہے۔

تو ''وله اتباع، الخ میں شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سب سے بڑی تخریب کاری کی نشاندہی کی ہے کہ شقاوت اور بدبختی میں یہ شخص اس حد تک آگے نکل گیا تھا کہ ایک جماعت ایسی بھی تیار کر لی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الٰہ اور معبود مانتی تھی

تو اس مقام پر اس امر کو ملحوظ رکھنا لازم وضروری ہے کہ شیخ الاسلام ابن حجر

قدس سرہ نے یہ نہیں کہا: کہ جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بارے میں حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیئے جانے کی اطلاع موصول ہوئی تھی تو اس کے ساتھ سبائیہ کی بدعقیدگی اور گمراہی کی اطلاع بھی ملی تھی اور یہ فرقہ اس وقت سے پہلے معرض وجود میں آچکا تھا اور فتنہ پھیلا رہا تھا اور افضلیت علی کا قول بھی انہی کا تھا، کہ فیضی صاحب کہتے ہیں۔ تو آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے ایسے فتنے پرور لوگوں کا سدباب کرنے کے لیے انتہائی سخت قدم اٹھایا اور ارشاد فرمایا:

باقی باتیں تو اپنی جگہ آج کے بعد مجھے اتنا معلوم ہوا کہ کوئی شخص مجھے شیخین پر فضیلت دیتا ہے تو میں اس پر بھی جھوٹے کی حد لگاؤں گا۔

(شرح اسنی المطالب، ص 810)

فقیر راقم الحروف کہتا ہے اگر فرقہ سبائیہ اس وقت معرض وجود میں آچکا تھا اور ان کی بدعقیدگی کی اطلاع بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تھی تو کیا اُلوہیتِ علی کا عقیدہ زیادہ سنگین ہے یا محض افضلیتِ علی کا عقیدہ؟ جو تفضیلیہ کے نزدیک کوئی جرم ہی نہیں ہے۔

جب بالیقین اُلوہیتِ علی کا عقیدہ ظلم عظیم ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے خطبات مذکورہ میں اس بدعقیدگی کی اطلاع موصول ہونے کا صراحتاً تو درکنار اشارۃً بھی ذکر نہ کرنا اور حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر اپنی تفضیل کا بالاہتمام حوالہ دینا اور صرف اسی پر سزا کا اعلان کرنا، تو ان حقائق واقعیہ کے ہوتے ہوئے کیا کوئی صاحب عقل وخرد بقائی ہوش وحواس اس بات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ فرقہ سبائیہ کے فتنے کے سدباب کے لیے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سزا کا اعلان کیا تھا؟ کیا تفضیلیہ نفس الامری طور پر ثابت کرسکتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہو کہ

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی تنقیص وتوہین اوران کی خلافت حقہ پرطعن کرنا اور مجھے اللہ اور معبود ماننا یہ تمام باتیں تو اپنی جگہ آج کے بعد مجھے اتنا معلوم ہوا، تا آخر؟

فقیر پورے وثوق سے کہتا ہے کہ ہرگز ثابت نہیں کرسکیں گے۔

تفضیلیہ کی انوکھی منطق ہے کہ جو فعل ان کے نزدیک جرم ہی نہیں ہے اس پر خلیفہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مفتری کی حد کا اعلان کررہے ہیں اور جو فعل باجماع انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کفر اور ظلم عظیم ہے اس پر کسی سزا کا اعلان تو درکنار اس مجلس میں اس کا ذکر تک بھی نہیں کیا تو تفضیلیہ کہتے کہ اس الحاد اور بے دینی کے فتنے کی روک تھام کے لیے خلیفہ نے انتہائی سخت قدم اٹھایا تھا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

کیا جو فعل جرم نہیں ہے اس پر سنگین سزا کا اعلان کرنا اور ظلم عظیم کا نام تک نہ لینا بے دینی کے فتنے کا سدباب ہے؟ کیا خلیفہ راشد سے ایسا کرنا متصور ہوسکتا ہے؟ جب نہیں اور یقیناً نہیں ہوسکتا تو ثابت ہوا کہ افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے منکر پر مفتری کی حد لگانے کے پہلے اعلان کے وقت تک سبائیہ معرض وجود میں نہیں آئے تھے، لہٰذا اس سزا کے اعلان کا پس منظر سبائیہ کے فتنے کا سدباب قرار دینا سراسر دھاندلی اور دھوکا دہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر مخلصین سے کوئی شخص افضلیت علی کا نظریہ رکھتا بھی تھا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اپنے زمانہ خلافت میں افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما بیان کرنے کے بعد اس نے اپنا نظریہ ترک کردیا اور حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت پر اتفاق واجماع کے علاوہ اہل حق میں دوسری کوئی رائے نہیں تھی۔

البتہ عبداللہ بن سبا نے افضلیت علی کی رائے لوگوں کے ذہن میں ڈالی تو

فرقہ تفضیلیہ معرض وجود میں آیا۔ جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے اس قول پر مفتری کی حد، سزا کا اعلان فرمایا۔ یہ لوگ محض افضلیت علی کے قائل تھے۔

اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ صرف سبائیہ ہی ابن سبا کے پیروکار ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اسلامی تعلیمات وہدایات کے خلاف جب افکار ونظریات اپنا لیتا ہے تو اس کی گمراہی بیان کرنے کے وقت اس کے نظریات وعقائد میں جو سب سے سنگین ہوتے ہیں وہ بیان کیے جاتے ہیں اور انہی کے مطابق اس پر شرعی حکم لگتا ہے۔

تو اس ضابطہ کے مطابق عبداللہ بن سبا کا تعارف کراتے ہوئے ابن حجر قدس سرہ نے بھی اس کے سب سے سنگین نظریات وافکار کی نشاندہی کی ہے اور ان نظریات میں جو لوگ اس کے موافق تھے اُن کا حوالہ دیا ہے۔ ورنہ شیعہ تفضیلیہ، سبیہ وتبرائیہ، غلاۃ یعنی سبائیہ، تینوں فرقے ہی ابن سبا کی سازشوں اور فریب کاریوں کا نتیجہ ہیں جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ کے شروع میں مفصل تحریر فرمایا ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت کا خلاصہ:

حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں جب کفار (یہود ونصاریٰ ومجوس ومشرکین) کے شہر عنایتِ ایزدی سے حضرات صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ عنہم کے بدست فتح ہوئے تو حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں ان لوگوں

نے غلبۂ حمیت وشدتِ عصبیت کی وجہ سے ہاتھ پاؤں مارے اور قتال وجدال کا بازار گرم رکھا لیکن پے در پے نصرت الٰہی اہل اسلام کی مددگار رہی اور انہیں ناکامی اور رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک دوسرا حیلہ اختیار کیا اور مکروفریب کی مضبوط منصوبہ بندی کی کہ ایک بڑی جماعت تیار کی جائے جو بظاہر مسلمان ہو کر اہل اسلام میں داخل ہو جائیں اور اسلام کا نور بجھانے کے لیے مسلمانوں میں بغض وعناد، فتنہ وفساد واقع کر دیں تاکہ ان کا اتحاد واتفاق ختم ہو جائے اور آپس میں قتل وغارت اور ایک دوسرے کی آبروریزی میں مصروف رہیں۔

جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے آخر میں مصر کے کچھ لوگ آپ کے خلاف ہو گئے تو اس جماعت نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اطراف واکناف سے مدینہ منورہ اکٹھے ہو گئے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گئی تو یہ لوگ اپنے آپ کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے محبین مخلصین شمار کرنے لگے اور اپنا لقب، شیعۂ علی رکھ لیا۔ بس پھر جس فتنہ وفساد کو برپا کرنے کے لیے سالہا سال سے بے تاب تھے اب اپنی سازشوں کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ اس جماعت کا لیڈر عبداللہ بن سبا یہودی صنعانی تھا اس نے پہلے خاندان نبوی سے کمال محبت واخلاص کا اظہار کیا اور خود کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بڑا ہمدرد اور خیرخواہ، وفادار ظاہر کیا بایں وجہ لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنالی اور اپنی فریب کاری کے جال میں پھنسا لیا تو سب سے پہلے افضلیتِ علی کا نظریہ ان کے ذہن میں ڈالا۔ اب اس کے بعد کے مضمون کی اصل عبارت ملاحظہ کریں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ رقمطراز ہیں:

''اولا القانمود کہ جناب مرتضوی بعداز پیغمبر افضل مردم واقرب ایشانست بسوی پیغمبر (تا) ہرگاہ دید کہ تلامذۂ او بہ تفضیل جناب مرتضوی بر جمیع اصحاب قائل شدند وایں معنی دراذہان ایشاں رسوخ واستحکام پذیرفت جماعت راازخلص اخوان وبرگزیدۂ یاران خود راسر دیگر تعلیم کرد کہ جناب مرتضوی وصی پیغمبر بود وپیغمبر اورا بنص صریح خلیفہ ساختہ وخلافت اودرقرآن از آیۃ ''اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ، مستنبط میشود ولکن صحابہ بغلبہ ومکر وصیت پیغمبر را ضائع ساختند واطاعت خدا ورسول نکردند وحق مرتضٰی را تلف نمودند (تا) چوں دید کہ ایں تیراوہم بر ہدف نشست وفتنہ وفساد درعقیدۂ اہل اسلام مداخلت کرد (تا) جماعت راازاخص الخواص شاگردان خود بر چیدہ درخلوت خالی ازاغیار بعداز گرفتن عہد ومیثاق وپیمان وقسم سر دیگر باریک تر ونازک تر درمیان نہاد کہ از جناب مرتضوی چیز ہاصادر میشوند کہ مقدور بشر نیست (تا) اعلموا ان علیا ھو الالہ ولا الہ الاھو۔ (تا) پس لشکریان حضرت امیر بسبب رد وقبول وسوسۂ ایں شیطان لعین چہار فرقہ شد۔

اول فرقہ شیعہ اولٰی وشیعہ مخلصین کہ پیشوایان اہل سنت وجماعت اند برروش جناب مرتضوی درمعرفت حقوق اصحاب کبار وازواج مطہرات (تا) دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل میدادند وایں فرقہ آزادنامی تلامذۂ آں لعین شدند وشمہ از وسوسۂ اوقبول کردند وجناب مرتضوی درحق اینہا تہدید فرمود کہ کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد اوراحدافترا کہ ہشتاد چابک است خواہم زد۔

سوم فرقہ شیعہ سبیہ کہ آنہارا تبرائیہ نیز گویند جمیع صحابہ را ظالم وغاصب بلکہ کافر ومنافق
می دانستند (تا) چہارم فرقہ شیعہ غلاۃ کہ ارشد تلامذہ واخص الخواص یاران آں خبیث
بودند قائل بالوہیت آنجناب شدند،، (تحفہ اثناعشریہ، ص 5-4)

ترجمہ: ''عبداللہ بن سبا نے اولاً ان کے اذہان میں ڈالا کہ جناب مرتضوی بعد از
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمام لوگوں سے افضل ہیں اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سب سے قریب ہیں
(تا) جب دیکھا کہ اس کے تلامذہ جناب مرتضوی کی تمام صحابہ کرام پر تفضیل کے قائل
ہو گئے ہیں اور یہ نظریہ ان کے اذہان میں راسخ اور مستحکم ہو چکا ہے تو اپنے خالص
بھائیوں اور برگزیدہ دوستوں سے ایک جماعت کو دوسرا راز تعلیم دیا کہ جناب مرتضوی
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصی ہیں۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نص صریح کے ساتھ انہیں خلیفہ
بنایا ہے اور ان کی خلافت قرآن کی آیت، اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ سے مستنبط
ہوتی ہے لیکن صحابہ نے غلبہ اور مکر کے ساتھ پیغمبر کی وصیت کو ضائع کر دیا اور
خدا اور سول کی اطاعت نہ کی اور مرتضیٰ کا حق تلف کر دیا (تا) جب اس نے دیکھا کہ
اس کا یہ تیر بھی نشانے پر بیٹھ چکا ہے اور عقیدۂ اہل اسلام میں فتنہ وفساد نے مداخلت کی
ہے (تا) اخص الخواص اپنے شاگردوں سے ایک جماعت کو چنا تو خلوت
میں جہاں اغیار سے کوئی نہ تھا عہد ومیثاق اور قسم لینے کے بعد ایک دوسرا راز باریک تر
اور نازک تر درمیان میں رکھا کہ جناب مرتضوی سے ایسی چیزیں صادر ہوتی ہیں جو
مقدورِ بشر نہیں ہیں (تا) یقینی طور پر جان لو کہ علی ہی اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود
نہیں ہے (تا) پس حضرت امیر کے لشکری، اس شیطان لعین کے وسوسہ کے رد وقبول
کے سبب چار گروہ ہو گئے:

پہلا گروہ شیعہ اولیٰ اور شیعہ مخلصین ہیں جو اہل سنت و جماعت کے پیشوا ہیں جو اکابر صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے حقوق کی معرفت میں جناب مرتضوی کی روش پر تھے۔(ت)

دوسرا گروہ شیعہ تفضیلیہ ہے جو جناب مرتضوی کو تمام صحابہ کرام پر فضیلت دیتے ہیں اور یہ فرقہ اس لعین کے آزاد نامی تلامذہ ہیں اور انہوں نے اس کے وسوسہ سے قلیل مقدار قبول کی ہے اور جناب مرتضوی نے ان کے حق میں تہدید فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص کے بارے میں، میں سنوں گا کہ حضرات شیخین (رضی اللہ عنہما) پر مجھے فضیلت دیتا ہے تو اس کو افتراء اور الزام تراشی کی حد اَسی (80) کوڑے ماروں گا

تیسرا گروہ شیعہ سبیہ :اس کو تبرائیہ بھی کہتے ہیں یہ لوگ تمام صحابہ کو ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق سمجھتے ہیں۔(ت)

چوتھا گروہ شیعہ غلاۃ: جو اس خبیث کے ارشد تلامذہ اور اخص الخواص دوست ہیں یہ آنجناب (حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کی اُلوہیت کے قائل تھے۔،،

بحمد اللہ تعالیٰ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی تحقیق اور تصریح سے بھی یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حدِ مفتری کی سزا کا اعلان محض افضلیت علی کے قائل کے لیے کیا ہے اس کے ساتھ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی بدخواہی اور مزید تنقیص و توہین اور ان کی خلافت حقہ پر طعن کرے یا نہ کرے۔

اگر چہ تفضیلیہ کا مبلغ علم یہی ہے کہ محض افضلیت علی کا قول کوئی جرم نہیں ہے لیکن حضرت اسد اللہ الغالب باب مدینۃ العلم علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دینی بصیرت کا فیصلہ یہی ہے کہ محض افضلیت علی کا قائل بھی اسی (80) کوڑے کا مستحق ہے۔

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔

تفضیلیہ نے عبداللہ بن سبا کے وسوسہ سے تھوڑی سی مقدار ہی قبول کی، محض افضلیت علی کے قائل ہوئے اور ان سے زیادہ اس کے وسوسہ کو قبول کرنے والا فرقہ سبیہ اور تبرائیہ ہے اور اس کے اوپر غلاۃ ہیں جو اُلوہیتِ علی کا نظریہ رکھتے ہیں یہ تفضیلیہ کے بعد معرض وجود میں آئے جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت سے تصریح گزر چکی ہے۔ اور حدِ مفتری کی تہدید اول الذکر یعنی تفضیلیہ کے لیے صادر ہوئی۔

ازالۂ شبہ:

حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی عبارت:

''وا ینہا ہمہ در یک وقت پیدا شدہ اند وبانی مبانی ایں ہر سہ طریق ہماں یک یہودی خبیث الباطن نفاق پیشہ بود،، (تحفہ اثنا عشریہ، ص5)

''اور یہ تمام گروہ ایک وقت میں ظاہر ہوئے ہیں اور ان تینوں کا بانی مبانی وہی ایک یہودی خبیث الباطن نفاق پیشہ ہے۔،،

اس میں ''یک وقت'' سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ دفعۃً اور بیک وقت تینوں گروہ معرض وجود میں آ گئے تھے۔ اس لیے کہ مرحلہ وار اور بتدریج ان کے معرض وجود میں آنے کی تصریح خود حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کی ہے جو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ بلکہ ایک وقت میں ظہور سے مراد یہ ہے کہ یہ تینوں فرقے یکے بعد دیگرے قریب قریب زمانہ میں اس طرح معرض وجود میں آئے کہ پھر ایک ہی وقت میں تینوں موجود تھے اور اپنے اپنے نظریہ کا پرچار کر رہے تھے۔

نعوذ باللہ من شرورھم۔

ضروری تنبیہ:

تفضیلیہ کا یہ دعویٰ کہ حضرت حسن اور ان کے بعد تمام ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم افضلیت علی کا عقیدہ رکھتے تھے۔ یہ ان نفوس قدسیہ پر سراسر افتراء اور بہتان ہے

ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے زمانۂ خلافت میں برسرِ منبر خطبات میں حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے اعلان و بیان کے بعد بھی بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے حق میں افضلیت علی کے قائل ہونے کا دعویٰ سراسر افتراء اور بہتان عظیم ہے اور بعض ائمہ اہل سنت پر تفضیل علی رضی اللہ عنہ کا نظریہ تھوپنا بھی تفضیلیہ کی غلط بیانی ہے جس کا حقیقت و واقعیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم

ارشادات مرتضویہ کی روشنی میں دعوتِ حق اور اتمامِ حجت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ افضلیت کے بارے میں متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کثیرہ کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ بھی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ آپ کی شخصیت مقتدایانِ اہل سنت و جماعت سے ہے اور باقی تمام اسلاف اہل سنت و جماعت کا نظریہ اور عقیدہ بھی آپ کے عقیدہ اور ارشاداتِ عالیہ

کے عین مطابق ہے۔ جو موقف اور نظریہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے متعدد مرتبہ منبر پر مسجد میں عظیم اجتماعات میں بیان فرمایا ہے اور اس کے خلاف نظریہ پر اُسی (80) کوڑے سزا کا اعلان کیا ہے تمام اسلاف اہل سنت و جماعت کے نزدیک بلاشک و شبہ وہی حق اور صراط مستقیم وسنیت ہے کیونکہ وہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے عین مطابق ہے اور اس کا انکار محض باطل اور خالص گمراہی اور بدعت ہے۔

جواب طلب سوال:

کیا تفضیلیہ کے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نظریہ حق اور صراط مستقیم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو افضلیت علی کے نظریہ سے فوری توبہ کریں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نظریہ اور عقیدہ اپنانے کا اعلان کریں۔ اور اگر تفضیلیہ کے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نظریہ اور عقیدہ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ، حق اور صراط مستقیم نہیں ہے تو اس کا واضح اعلان اور بیان کریں۔ اور اگر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نظریہ بھی حق اور صراط مستقیم ہے اور تفضیلیہ کا نظریہ بھی حق اور صراط مستقیم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تصدیق بھی حق اور صراط مستقیم ہے اور ان کی تکذیب اور انہیں جھٹلانا بھی حق اور صراط مستقیم ہے۔ نعوذ باللہ من ذلك

فقیر کہتا ہے یہ تفضیلیہ کی روشن عقیدگی کا نتیجہ تو ہو سکتا ہے اہل سنت و جماعت کے نزدیک جس مسئلہ کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس قدر اہتمام سے بیان فرمایا ہے اور حضرات مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موافقت بھی انہیں حاصل ہے تو اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھٹلانا سراسر ضلالت اور گمراہی ہے۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ جب مانتے ہیں کہ حق علی کے ساتھ ہے جدھر علی اُدھر ہی حق ہے تو کیا مسئلہ افضلیت میں حق علی کے مخالفین کے ساتھ ہے جدھر مخالفین علی ہیں اُدھر ہی حق ہے اور باطل علی کے ساتھ ہے؟ نعوذ باللہ من ذلك۔

حق دائرہ والی دھاندلی اور دھوکا دہی کی حقیقت ازالۂ شبہات کے باب میں واضح کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

دوسرا سوال:

یہ ہے کہ اگر واقعی طور پر افضلیتِ علی پر اتنے دلائل ہیں اور اتنی آیات واحادیث سے افضلیتِ علی نفس الامری طور پر ثابت ہے جیسا کہ تفضیلیہ نے سینکڑوں صفحات بھر دیئے ہیں، تو کیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو تفضیلیہ کے نزدیک اعلم الصحابۃ ہیں ان آیات واحادیث کو اپنی افضلیت کے دلائل سمجھتے تھے یا نہیں؟ اگر سمجھتے تھے تو پھر اپنی افضلیت کی بجائے افضلیتِ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا اعلان کیوں فرمایا؟ اور بالخصوص افضلیتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے قطعی ہونے کا اعلان کیوں فرمایا؟

اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان آیات واحادیث کو اپنی افضلیت کے دلائل نہیں سمجھتے تھے جبکہ بزعم تفضیلیہ فی الواقع وہ دلائل ہیں، تو پھر کیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ علم میں تمام تفضیلیہ سے کمزور تھے کہ آپ کو اپنی افضلیت کی کوئی دلیل بھی معلوم نہ ہو سکی اور تفضیلیہ نے سینکڑوں صفحات بھر دیئے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

جب تفضیلیہ کے بیان کردہ دلائل کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی افضلیت کے دلائل نہیں سمجھا تو اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ یہ افضلیتِ علی کے دلائل

ہرگز نہیں ہیں بلکہ تفضیلیہ دھاندلی کر رہے ہیں۔ اس لیے ہمدردانہ گزارش ہے اللہ تعالیٰ اور حضور رسول اللہ ﷺ سے حیا کے بھی کچھ تقاضے ہیں ان کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ نیز موت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہی کی فکر بھی کر لی جائے۔ سراسر دھاندلی اور فریب کاری پر کمربستہ رہنا کوئی دانش مندی نہیں ہے۔ دنیا والوں کو فریب دیا جاسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کوئی فریب نہیں دے سکتا۔

محبت اہل بیت کا یہ کونسا طریقہ ہے کہ عملاً سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تجہیل کی جارہی ہے اور انہیں جھٹلایا جارہا ہے اور اس کے ساتھ اسلاف کرام پر افتراء اور بہتان باندھے جارہے ہیں اور اس ساری فریب کاری کا نام تحقیق رکھا جارہا ہے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسلاف کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مصدقین قرار دینے کی بجائے آپ کے مکذبین ٹھہرانے پر اصرار کیا جارہا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت اور فضیلت کے بارے میں خود ان کے اپنے ارشادات عالیہ کو قبول نہ کرنا اور دوسروں کے اقوال کو آپ کے ارشادات کے مخالف ہونے کا اعتراف کرنے کے باوجود حرف آخر قرار دینا اور دونوں قسم کے اقوال میں جمع اور توفیق کی کوئی صورت ہی قبول نہ کرنا جبکہ فی الواقع وہ دوسرے حضرات نظریہ اور عقیدہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مخالف بھی نہیں ہیں اور خواہ مخواہ ہی افضلیت علی کا عقیدہ ان پر تھوپنا، بعض نصوص قرآنیہ کے عموم کی تخصیص، دوسری نصوص شرع کے ساتھ تطبیق کے لیے ضروری سمجھنا لیکن بعض روایات اور اقوال علماء کے عموم پر اتنی ضد کرنا کہ نصوص قرآنیہ اور احادیث متواترۃ المعنی اور ارشادات مرتضویہ متواترہ

اور اجماع اہل سنت سے ان روایات واقوال کی موافقت بھی ضروری نہ سمجھنا اور علمائے اعلام کی عبارات میں خیانتیں کر کے مبتدعہ کے نظریات کو بھی اہل سنت کے نظریات قرار دینا اور صریحاً جھوٹ بول کر ایسے علمائے اعلام واسلاف کرام پر بھی افضلیتِ علی کا عقیدہ تھوپنا جن کی افضلیتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے قطعی ہونے پر تصریحات موجود ہیں۔ یہ کونسی امانت ودیانت کی پاسداری ہے؟ کیا عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کا عزم کر چکے ہیں؟

افضلیتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا انکار کرتے کرتے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی خلافت پر اجماع صحابہ ہونے کا بھی انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ خلافتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی حقانیت کا انکار باجماع اہل سنت رافضیت ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب نے غلط بیانی کرتے ہوئے مقالات الاسلامیین مصنفہ حضرت امام ابوالحسن اشعری قدس سرہ کا حوالہ بھی دیا ہے، جبکہ قاری ظہور احمد فیضی صاحب نے مزید جرأت کا مظاہرہ کیا اور صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد کا حوالہ دے کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر خلافتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا انکار تھوپ دیا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

جب جھوٹ اور غلط بیانی پر ہی اتنی دلیری ہے تو وہاں سچ بولنے کی کیا امید کی جاسکتی ہے؟

فقیر راقم الحروف تو بار بار یہی تاکید کرتا ہے کہ سنیت ہی میں فوز وفلاح ہے اس سے باہر نہ نکلیں لیکن اگر کوئی شخص حقائق سے باخبر ہونے کے باوجود سنیت پر مطمئن نہیں ہے اور تشیع ورافضیت کی راہ پر چلنا چاہتا ہے تو وہ اپنے نظریہ کا صاف

اعلان کردے فریب کاری اور دھوکا دہی سے سادہ لوح لوگوں کو گمراہ نہ کرے۔

راقم الحروف تفضیلیہ کو دعوت دیتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے محبین مخلصین ہونے کا مظاہرہ کریں دھاندلی پر مبنی افضلیتِ علی کے دلائل کے یہ سینکڑوں صفحات صاف شفاف پانی سے دھوڈالیں اور بدعت اور گمراہی چھوڑ کر عقیدۂ اہل سنت اختیار کریں جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے۔''

اور اگر تفضیلیہ افضلیتِ علی کے عقیدہ پر ہی بضد ہیں تو پھر جواب طلب سوال یہ ہے کیا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی عظمت اور شان پوری طرح معلوم نہ تھی اس لیے انہوں نے مساجد میں منبر پر عظیم اجتماعات میں افضلیتِ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا اعلان کیا ہے اور بالخصوص افضلیتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے قطعی اور یقینی ہونے کی تصریحات فرمائی ہیں اور صرف اپنا ہی نہیں بلکہ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ بھی یہی بتایا ہے اور افضلیتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے منکر کو اسی (80) کوڑے مارنے کی سزا سنائی ہے؟

کیا تفضیلیہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان ان سے بھی زیادہ جانتے ہیں اس لیے ان پر راز منکشف ہوا ہے کہ فی الواقع بہت سی آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ افضل الامت ہیں البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دلائل سے بے خبر تھے اس لیے مسئلہ افضلیت میں غلطی پر تھے اور تفضیلیہ حق اور صراط مستقیم پر ہیں؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ونعوذ باللہ من ذلک

ازالۂ شبہ: کچھ تفضیلیہ کہتے ہیں افضل الامت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور آپ کو معلوم بھی تھا کہ میں افضل الامت ہوں، البتہ آپ نے کسر نفسی اور عاجزی کرتے ہوئے حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو افضل قرار دیا ہے۔

جواباً گزارش ہے کہ اگر تفضیلیہ کی یہ بات مان لی جائے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ مساجد میں منبر پر بار بار غلط بیانی کرنا اور جو شخص مسئلہ افضلیت میں سچ بولے اسے اسی (80) درے مارنے کی سزا سنانا اور سامعین سے افضل الامت کے بارے میں سوال کرنا اور ان کے صحیح جواب کو غلط قرار دینا اور اپنی غلط بات کا انہیں قائل کرنا اور اسی کے مطابق عقیدہ اختیار کرنے کا انہیں پابند کرنا، تفضیلیہ کے نزدیک یہ سب کسر نفسی اور عاجزی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ کوئی عقل کا دشمن ہی اسے کسر نفسی اور عاجزی قرار دے سکتا ہے۔ جبکہ کوئی صاحب عقل سلیم بقائمی ہوش و حواس یہ بات کہنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔ کیا بے قصور اور سچ بولنے والے کو مفتری قرار دینا اور اس پر مفتری کی حد قائم کرنے کا اعلان کرنا ظلم ہے یا کسر نفسی اور عاجزی؟

گزارش یہ ہے کہ تفضیلیہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات حقیقت پر مبنی ہیں نہ کہ کسی کسر نفسی اور عاجزی پر اور افضلیت علی کے قائلین میں کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مرتبہ و مقام کو آپ کی ذات اقدس سے زیادہ جانتا تو در کنار آپ کے برابر بھی جانتا ہو، تو افضلیت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ کے ارشادات عالیہ کی موجودگی میں اس بات کا کیا جواز ہے

کہ کہا جائے فلاں اور فلاں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل الامت کہا ہے؟ جب یہ بات ہی فی نفسہ غلط ہے اور اس کو درست ماننے میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تکذیب لازم آتی ہے تو اس کا حوالہ دینے کا کیا جواز ہے؟

جب حق وہی ہے جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے تو پھر مسئلہ افضلیت میں آپ کی ذات اقدس کو اپنا امام اور مقتدیٰ ماننے کے لیے تفضیلیہ کیوں تیار نہیں ہیں؟ اگر تو مسئلہ افضلیت میں اتباعِ حق مقصود ہے تو پھر ارشادات مرتضویہ کے مطابق عقیدہ لازم اور ضروری ہے کیونکہ ان میں قرآن وحدیث اور عقیدہ صحابہ کرام کی ترجمانی کی گئی ہے۔

اور اگر اتباعِ ہویٰ (خواہشِ نفس کی پیروی) مقصود ہے تو پھر تفضیلیہ کا مرض لاعلاج ہے۔ لیکن اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور فیصلے کا ایک دن ہے جس میں کوئی دھاندلی اور مکاری نہیں چلے گی اور بفضلہٖ تعالیٰ وتوفیقہ اتمام حجت بھی ہو چکا جس کے بعد تفضیلیہ کا کوئی عذر باقی نہیں ہے تاہم ازالۂ شبہات کے لیے مزید گزارشات بھی پیش کی جائیں گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کوشش جاری رکھی جائے گی کہ انہیں قبولِ حق کی توفیق نصیب ہو جائے کیونکہ فقیر راقم الحروف کا مقصود صرف خیر خواہی ہے۔

ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقي الا بالله، عليه توكلت واليه انيب وما علينا الا البلاغ المبين. اللّٰهم اهدنا الصراط المستقيم.

والحمد لله رب العٰلمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعليهم وعلى اٰله واصحابه اجمعين۔